© rasailojaraid.com

فقہ کی تعریف

﴿علامہ ارشد القادری﴾

لغت میں فقہ کے معنی ہیں الشق والفتح یعنی شق کرنا اور کھولنا۔ اسی بنیاد پر زمخشری نے فقیہ کی تعریف یہ کی ہے۔

الفقیہ۔ العالم الذی یشق الاحکام و یفتش عن حقائقھا۔

فقیہ وہ عالم دین ہے جو شریعت کے احکام کو کھولتا ہے اور ان کے حقائق کی تفتیش کرتا ہے۔ شرح مسلم الثبوت میں فقہ کی تعریف یہ کی گئی ہے:

الفقہ حکمۃ شرعیۃ فرعیۃ۔

یعنی فقہ اس حکمت شرعیہ کا نام ہے جس کا تعلق عقائد سے نہیں بلکہ احکام سے ہے۔ عام فقہاء سے فقہ کی تعریف یوں منقول ہے۔

العلم بالاحکام الشرعیۃ عن ادلتھا التفصیلیۃ۔ (۱)

احکام شرعیہ کو معلوم کرنا ان کے تفصیلی دلائل کے ذریعے۔

صاحب مسلم الثبوت کی صراحت کے مطابق عہد قدیم میں علم فقہ کا اطلاق وسیع مفہوم میں ہوتا تھا۔ یعنی اس کے دائرۂ بحث میں علم شریعت کے علاوہ علم الٰہیات اور علم طریقت کے مسائل بھی شامل تھے۔

موصوف کے الفاظ یہ ہیں:

ان الفقہ فی الزمان القدیم کان مُتنا وِلا لعلم الحقیقۃ وھی

۱- توضیح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الالٰهيات من مباحث الذات و الصفات و علم الطريقة وهی مباحث المنجيات و المهلكات و علم الشريعة الظاهرة۔ (۱)

علم فقہ زمانۂ قدیم میں شامل تھا علم حقیقت کو بھی جسے علم الٰہیات بھی کہتے ہیں اور جس میں خدا کی ذات و صفات سے بحث ہوتی ہے اور شامل تھا علم طریقت کو بھی جس میں نجات دینے والے اور ہلاک کرنے والے امور سے بحث ہوتی ہے اور شامل تھا علم شریعت ظاہرہ کو بھی جس میں احکام سے بحث ہوتی ہے۔

جس عہد میں فقہ کے مباحث کا دائرہ اتنا وسیع تھا اس وقت فقہ کی تعریف یہ کی جاتی تھی۔

الفقه معرفة النفس مالها وما عليها۔

انسان کے فرائض و حقوق اور منافع و مضار کو جاننا علم فقہ کہلاتا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب کا نام فقہ اکبر غالباً اسی اصطلاح کے نتیجے میں ہے۔

ایک عرصۂ دراز تک علم فقہ کا اطلاق اسی مفہوم میں ہوتا رہا لیکن اسلامی فتوحات کے نتیجے میں جب دُنیا کی مختلف اقوام کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات قائم ہوئے تو علوم و فنون کے تبادلے کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ اس دور میں یونانی فلسفہ کے اثرات بھی دینی مباحث میں داخل ہوگئے اور جب وقت کے تقاضے کے مطابق عقائد و ایمانیات کو عقلی دلائل سے مسلح کرنے کی جدوجہد شروع ہوئی تو عقائد کے مباحث نے ''علم کلام'' کے نام سے ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کرلی اس کے بعد فقہ کا مفہوم ''علم شریعت ظاہرہ'' میں محدود ہوگیا۔

لیکن حجۃ الاسلام سیدنا امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گراں قدر تصنیف ''احیاء العلوم'' میں ایک فقیہ کے جو اوصاف بیان کئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہزار انفرادیت کے باوجود فقہ پر علم طریقت کو اثر انداز رہنا چاہئے۔ ایک فقیہ کے اوصاف کے

۱۔ مسلم الثبوت،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سلسلے میں امام غزالی کے ارشادات کا خلاصہ یہ ہے۔

فقیہ وہ ہے جو دنیا سے دل نہ لگائے اور آخرت کی طرف ہمیشہ راغب رہے۔ دین میں کامل بصیرت رکھتا ہو۔ طاعات پر مداومت اپنی عادت بنالے۔ کسی حال میں بھی مسلمانوں کی حق تلفی برداشت نہ کرے۔ مسلمانوں کا اجتماعی مفاد ہر وقت اس کے پیش نظر ہو مال کی طمع نہ رکھے۔ آفاتِ نفسانی کی باریکیوں کو پہچانتا ہو۔ عمل کو فاسد کرنے والی چیزوں سے بھی باخبر ہو۔ راہِ آخرت کی گھاٹیوں سے واقف ہو۔ دنیا کو حقیر سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس پر قابو پانے کی قوت بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ سفر و حضر اور جلوت و خلوت میں ہر وقت دل پر خوفِ الٰہی کا غلبہ ہو۔ (۱)

فقہ کی بنیاد قرآن میں

فقہ کا فن عقلی علوم و فنون کی طرح خود ساختہ نہیں ہے بلکہ قرآن و حدیث میں اس کی بنیادیں موجود ہیں۔ قرآن کے ساتھ علم فقہ کا اتنا گہرا تعلق ہے کہ فقہ کا لفظ بھی قرآن ہی سے لیا گیا ہے۔ ویسے تو جگہ جگہ قرآن میں تدبر، تفکر، تعقل اور شعور و ادراک کی دعوت عام ہے۔

لیکن ایک آیت کریمہ میں قرآن نے نہایت صراحت کے ساتھ اہل ایمان کو تفقہ کی دعوت دی ہے۔ وہ آیتِ کریمہ یہ ہے:

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ۔ (۲)

پس ایسا کیوں نہ ہو کہ مؤمنین کے ہر طبقے سے ایک جماعت نکلے
تاکہ دین میں تفقہ حاصل کرے۔

واضح رہے کہ جس علم سے دین میں تفقہ پیدا ہوتا ہے اسی کا نام علم فقہ ہے کیونکہ فقہ ایک ایسا فن ہے جس کا تعلق بے شمار علوم و فنون سے ہے۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔ ایک

۱۔ پارہ ۱۱، ع ۴،

۲۔ احیاء العلوم جلد نمبر ۱،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث کے مطابق قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں بھی فقہ کی بنیاد ہمیں ملتی ہے۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (۱)

جو حکمت دیا گیا وہ خیر کثیر سے مالا مال ہوا۔

حدیث میں فقہ کی بُنیاد

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

من يرد الله به خيرا يفقّهه فى الدّين۔ (۲)

اللہ جس کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں تفقہ عطا فرماتا ہے۔

دوسری حدیث مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم میں ہے کہ ایک موقع پر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ان رجالا يا تونكم من الارض يتفقهون فى الدين فاذا اتوكم فاستوصوا بهم خيراً (۳)

زمین کے مختلف خطوں سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے تاکہ دین میں تفقہ حاصل کریں۔ جب وہ تم سے ملیں تو تم انہیں خیر کی وصیت کرنا۔

اس حدیث میں صراحت کے ساتھ غیب کی خبر بھی ہے اور علم فقہ کی شرعی اہمیت کا اظہار بھی۔ فقہ کا علم سیکھنے کے لئے دنیا کے کونے کونے سے صحابہ کرام کے گرد تاریخ کے آئینے میں پروانوں کی جو بھیڑ ہم دیکھتے ہیں وہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخبار بالغیب ہی کی واقعاتی تصویر ہے۔

۱۔ پارہ ۳، ع ۵،

۲۔ رواہ البخاری،

۳۔ کتاب العلم، مشکوٰۃ المصابیح،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقہ کی ضرورت

ویسے تو قرآن وحدیث کے مذکورہ بالا نصوص ہی اس امر کے ثبوت کے لئے بہت کافی ہیں کہ مسلمانوں کو فقہ کی ضرورت ہے کیونکہ اگر ضرورت نہ ہوتی تو دین میں تفقہ حاصل کرنے کی دعوت کیوں دی جاتی۔ لیکن چونکہ ایک طبقہ شدت کے ساتھ فقہ کی ضرورت کا منکر ہے اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ ذرا تفصیل کے ساتھ اس مسئلے کو منقح کردوں۔

منکرین کا کہنا ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے اور احادیث خدا کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمودات کا مجموعہ، قرآنی احکام میں جو اجمال ہے اس کی تفصیلات احادیث میں ہیں۔ جہاں تک شریعت کے احکام سے باخبر ہونے کا تعلق ہے تو اس کے لئے قرآن وحدیث کے بعد اب ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

فقہ چند انسانوں کے اقوال کا مجموعہ ہے۔ بندہ اور اُمتی ہونے کی حیثیت سے ہم صرف خدا اور رسول ﷺ کے احکام کے پابند ہیں۔ اپنی ہی طرح امت کے چند افراد کی اطاعت ہمارے اوپر قطعاً مسلط نہیں کی جاسکتی، شارع کی حیثیت سے بندوں پر یا تو خدا کا قول نافذ ہوسکتا ہے یا رسول ﷺ کا، امت کے چند افراد کے لئے تشریعی منصب تسلیم کرنا اسلام کا نہیں شرک کا تقاضا ہے۔

اس استدلال کے جواب میں سب سے پہلے ہم اس خیال فاسد کی تردید ضروری سمجھتے ہیں کہ اللہ و رسول ﷺ کے علاوہ کسی اور کی اطاعت اسلام میں شرک ہے۔ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا صاف وصریح فرمان موجود ہے:

يَاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُوْلِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (۱)

یعنی اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور تم میں جو صاحب امر ہیں ان کی اطاعت کرو۔

اولوالامر سے مراد خلفائے اسلام ہوں یا علمائے امت۔ دونوں طبقے میں سے کوئی

۱۔ پارہ ۵، ع ۵،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی نہ خدائی کا منصب رکھتا ہے اور نہ رسالت و نبوت کا۔ لیکن اس کے باوجود از روئے فرمانِ خداوندی اُن کے حکم ہمارے لئے واجب الاطاعت ہیں۔

یہ آیت کریمہ واضح طور پر اس عقیدے کی تردید کرتی ہے، کہ ائمہ مجتہدین کے اقوال کی اطاعت ہمارے ہی طرح چند انسانوں کے اقوال کی اطاعت ہے۔ بلکہ اولوالامر ہونے کی حیثیت سے ان کی اطاعت بعینہ اللہ کی اطاعت ہے کہ اللہ ہی کے حکم سے ہم ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ جس طرح آیت کریمہ:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔ (۱)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے کہ اللہ ہی نے اپنے رسول کو اپنا نائب اکبر اور مطاع الکل بنا کر بھیجا ہے۔

اب رہ گیا یہ سوال کہ زندگی کے بیشار احوال و ظروف میں شریعت کا حکم معلوم کرنے کے لئے ہمیں قرآن وحدیث کے علاوہ بھی کسی اور چیز کی ضرورت ہے یا نہیں۔ تو اس سلسلے میں ایک بنیادی نکتہ ذہن نشین کر لینا چاہیۓ کہ مصدر احکام اور منبع قانون ہونے کی حیثیت سے قرآن وحدیث ہی اصل ہیں۔ قانون وضع کرنے کا حق صرف اللہ ورسول ﷺ کا ہے۔ ائمہ مجتہدین کو ہم شارع کی حیثیت سے نہیں بلکہ قانون کے شارح کی حیثیت سے مانتے ہیں۔ فقہ ان مسائل و جزئیات کے مجموعہ کا نام ہے جو ایک مسلمان کو اپنی شخصی زندگی میں پیش آتے ہیں اور جنہیں ائمہ مجتہدین نے قرآن وحدیث کے اُصول وکلیات سے اخذ کیا ہے۔

امت پر ائمہ مجتہدین کا یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام کے فقہی احکام، قضایا اور روزمرہ پیش آنے والے مسائل میں ان کے اجتہادات کا غائر نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ طریقہ اخذ کیا کہ نئے نئے حوادث میں قرآن وحدیث کے اصول وکلیات سے احکام کا استخراج کس طرح کیا جاتا ہے۔ کون سا لفظ کتنے معنوں میں مستعمل ہے۔ قرآن کے نصوص سے مفہوم اخذ کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ زمان ومکان، احوال وظروف اور اشخاص و طبائع کے اختلاف کا احکام پر کیا اثر پڑتا ہے، کیوں پڑتا ہے، اور کب پڑتا ہے، تعبیرات اور

۱۔ پارہ ۵، ع ۸،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اندازِ بیان سے حکم کی نوعیت معلوم کرنے کا ضابطہ کیا ہے۔ اسناد ورجال کے اعتبار سے حدیث کی قوت و ضعف کا احکام پر کیا اثر پڑتا ہے اور کس نوعیت کے احکام کس حدیث سے ثابت ہوتے ہیں۔

اس طرح کے بیشمار اصول و ضوابط ائمہ مجتہدین نے سالہاسال کی عرق ریزی، غور و فکر اور چھان بین کے بعد مرتب فرمائے جو اصول فقہ کے نام سے ایک مستقل فن کی صورت میں آج بھی ہماری درسگاہوں میں داخل درسیات ہیں۔ اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ فقہ اور اصول فقہ ان دونوں فن کی کتابیں منکرین کے مدرسوں میں بھی پڑھائی جاتی ہیں۔

ایک دلچسپ مکالمہ

ایک غیر مقلد صاحب جو اپنے کسی مدرسہ کے صدر مدرس تھے۔ ایک موقع پر ان سے بات چیت کے دوران میں نے دریافت کیا کہ جب آپ لوگ فقہ اور اصول فقہ کو مانتے ہی نہیں ہیں تو اپنے مدرسوں میں پڑھاتے کیوں ہیں؟ انہوں نے نہایت صفائی سے کہا کہ اصول فقہ کے بغیر قرآن و حدیث کے مطالب کا سمجھنا تو بڑی بات ہے صحیح ترجمہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور فقہ اس لئے ہم پڑھاتے ہیں کہ وہ اصول فقہ کے کارخانے کے ڈھلے ہوئے مال ہیں، جنہیں دیکھنے کے بعد صحیح اندازہ لگتا ہے کہ مال کس طرح ڈھالا جاتا ہے۔ میں نے کہا سچ سچ بتایئے کہ کیا آج کے علماء اس سے بہتر مال ڈھال سکتے ہیں؟ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد انہوں نے اعتراف کیا کہ بہتر تو کیا اس کے برابر بھی نہیں ڈھال سکتے۔ میں نے کہا جب بہتر بھی نہیں ڈھال سکتے اور اس کے برابر بھی نہیں ڈھال سکتے تو پہلے کے ڈھلے ہوئے مال کے قبول نہ کرنے کی وجہ سوا اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ حضرات اپنے عوام سے امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بجائے اپنی تقلید کرانا چاہتے ہیں۔ پیشوائی کی ہوس میں آپ حضرات اپنی قرار واقعی حیثیت تک بھول گئے۔ آپ حضرات نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی کہ امام بخاری جیسے نقاد، بالغ نظر اور مجتہد فی الحدیث امام جنہیں اسانید و رجال کی پوری تفصیلات کے ساتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لاکھوں حدیثیں یاد تھیں وہ تو امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید سے اپنے آپ کو مستغنی نہیں سمجھ سکے اور آپ حضرات بخاری شریف کو صرف الماریوں میں رکھ کر مجتہد بن گئے؟

آدمیاں گم شد ند ملک خدا خر گرفت

....

فقہ کی ضرورت کے سلسلے میں بحث کا یہ گوشہ بھی ذہن نشین کرنے کے قابل ہے کہ قرآن حکیم میں چونکہ احکام کے صرف اصول و کلیات ہیں اس لئے قرآنی احکام کی تفصیل و تشریح کے لئے ہمیں احادیث کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن احادیث کے بارے میں بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ فرائض واحکام کی تعمیل کے سلسلے میں ایک ایک فرد کو جو احوال و واقعات پیش آتے ہیں ان ساری تفصیلات کے لئے ان میں صریح احکام موجود ہیں۔ شریعت محمدی ﷺ قیامت تک کے لئے مسلمانوں پر نافذ ہے۔ اس لئے زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات اور زندگی کے مختلف ظروف واحوال میں انہیں شریعت کی طرف سے واضح ہدایت چاہیئے۔ یہیں سے شخصی زندگی کے ان مسائل میں جن کے متعلق کتاب و سنت میں صریح و منصوص احکام موجود نہیں، اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور اس طرح کے حالات میں اجتہاد کا حق علمائے اُمت کو خود رسول محترم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کیا ہے اور قرآن کریم بھی مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل سے تم واقف نہیں ہو واقف کاروں سے پوچھ لو۔ پارہ ۱۷ کے رکوع اوّل میں ہے:

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ظاہر ہے کہ پوچھنا عمل ہی کے لئے ہے۔ اس لئے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ ازروئے قرآن بتانے والوں کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنا بھی ضروری ہے ورنہ پوچھنا لغو ہو جائے گا اور بغیر علم کے یا تو آدمی اپنی خواہش نفس کی پیروی کرے گا یا بے عمل رہے گا۔

جب کتاب و سنت سے اجتہاد کی ضرورت اور اس کا جواز ثابت ہو گیا تو اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ اجتہادی مسائل کے مجموعہ کا نام ہی فقہ ہے۔

© rasailojaraid.com